

مولانا شہاب الدین ندوی *

امت مسلمہ کی نشاۃ ثانیہ : کیوں اور کیسے ؟

موجودہ ”نیو ورلڈ آرڈر“ اور ”گلوبلزم“ کے دور میں اسلام اور مسلمانوں کو گھیرنے اور ان کا قافیہ تنگ کرنے کی عالمگیر سازشیں ہو رہی ہیں۔ اور ان کے دین و ایمان پر حملہ کر کے اسلامی تہذیب کے نقوش و باقیات کو ختم کرنے کی منظم کوششیں شروع ہو چکی ہیں۔ اس اعتبار سے آج امت مسلمہ ایک مشکل اور نازک دور سے گزر رہی ہے اور موجودہ مشکل حالات سے پنپنے کے لئے امت کے اہل حل و عقد کو بیدار مغزی کے ساتھ تمام حالات کا جائزہ لے کر موجودہ مشکل مسائل کا حل کتاب و سنت کی روشنی میں نکالنا ضروری ہے کیونکہ یہی وہ اصل مراجع ہیں جن میں ہر مشکل مسئلے کا حل موجود ہے۔ لہذا امت کے یہی خواہوں کو اپنے تمام اختلافات مٹا کر امت کے اجتماعی مسائل کا حل نکالنے کی غرض سے سر جوڑ کر بیٹھنا چاہیے۔ ان مسائل کا حل نکالنا موجودہ عقین حالات میں فرض کفایہ ہی نہیں بلکہ فرض عین قرار دیا جاسکتا ہے۔

خلافت ارض کا قرآنی فلسفہ :

جہاں تک موجودہ ”جائگیری“ یا گلوبلزم سے پنپنے اور اس کے چیلنج کا مقابلہ کرنے کا تعلق ہے تو اس سلسلے میں اسلام ایک ایسا کامل دین ہے جو اپنے پیروؤں کو جامع ہدایات دیتے ہوئے ہر مشکل مسئلے کا حل پیش کرتا ہے اور اس کی ابدی تعلیمات میں ایسے واضح نصوص موجود ہیں جو میل کے پتھر کی طرح ہیں۔ قرآن حکیم اس سلسلے میں نظریاتی مسائل اور عملی احکام و ہدایات سے بھر ا ہوا ہے۔ لیکن بد قسمتی کی بات یہ ہے کہ آج ہم نے قرآن کے صرف شرعی احکام و مسائل سے تعرض کرتے ہوئے خلافت ارض سے تعلق رکھنے والے احکام و مسائل کو پوری طرح نظر انداز کر دیا ہے۔ گویا کہ اس کتاب حکمت میں ان کا سرے سے کوئی وجود ہی نہیں ہے اگر ان تمام احکام و مسائل کی تشریح و تفسیر کی جائے تو اس سا ایک ضخیم کتاب وجود میں آسکتی ہے۔ لہذا اس موقع پر صرف دو آیات کی تفسیر کی جاتی ہے جن سے خلافت ارض کا فلسفہ اچھی طرح سمجھ میں آسکتا ہے۔

۱۔ ابو البشر حضرت آدمؑ کے توسط سے انسان کو جو علم الاشیاء عطا کیا گیا ہے اس کا ایک بڑا مقصد یہ ہے کہ

اس علم میں مہارت حاصل کر کے مظاہر کائنات اور ان کے اندرونی نظاموں کا باریک بینی کے ساتھ مطالعہ کیا جائے، پھر ان میں جو ”فوائد“ موجود ہیں ان سے استفادہ کر کے تمدنی زندگی کو بہتر بنایا جائے۔ اس اقدام کی بدولت ان اشیاء میں خالق ارض و سماء نے جو ”نعمتیں“ نوع انسانی کے لئے پوشیدہ کر رکھی ہیں وہ منظر عام پر آجائیں گی اور مخلوق خدا کو ان سے فائدہ ہوگا۔ چنانچہ ارشاد باری تعالیٰ ہے :

الْم تَرَوْنَا ان اللّٰه سَخَّر لَكُم مَّا فِى السَّمَوَاتِ وَمَا فِى الْاَرْضِ وَاَسْبَغَ عَلَيْكُمْ نِعْمَهُ ظَاهِرَةً وَبَاطِنَةً (لقمان: ۲۰)

”کیا تم نے مشاہدہ نہیں کیا کہ اللہ نے زمین اور اجرام سماوی کی تمام چیزوں کو تمہارے کام میں لگا دیا ہے اور تم پر اپنی ظاہری اور باطنی نعمتیں پوری کر دی ہیں؟“

چنانچہ ان میں سے بعض ”نعمتیں“ وہ ہیں جو برق و بھاپ کی تسخیر کی بدولت ظاہر ہو رہی ہے جیسے بجلی کے ققمے، پنکھے، ہیئر ڈرائر، ٹیلی فون، فیکس، ریڈیو، ریل، موٹر، ہوائی جہاز، طرہ طرح کے برقی آلات اور مختلف قسم کی مشینیں وغیرہ۔ اور ان میں وہ نئی نئی ٹیکنی دریا فیتس بھی ہیں جو مختلف امراض کے علاج کی حیثیت سے عصر جدید میں منکشف ہوئی ہیں۔ ان کے علاوہ دیگر کئی شعبوں میں مفید چیزیں ایجاد کی گئی ہیں۔

۲۔ اسی طرح موجودات عالم میں جو ”مادی قوتیں“ موجود ہیں جیسے برقی قوت، مقناطیسی قوت، اشعاعی قوت، اور جوہری قوت وغیرہ ان کو مسخر کر کے تمدنی ضرورتوں کو پورا کرنے کے علاوہ خاص کر ”فوجی و عسکری“ میدانوں میں ”قوت“ حاصل کرنا تاکہ اس کے لئے ذریعہ اپنے دشمنوں پر غلبہ حاصل کیا جاسکے۔ چنانچہ اس کی تاکید و زاول ہی میں اس طرح کر دی گئی تھی :

وَاَعِدُوا لِهَمْ مَا اسْتَطَعْتُمْ مِنْ قُوَّةٍ وَمِنْ رِبَاطِ الْخَيْلِ تَرَهْبُونَ بِهِ عَدُوَّ اللّٰهِ وَعَدُوَّكُمْ (الانفال: ۴۰)

”تم ان کے مقابلہ کے لئے جتنی قوت اور گھوڑوں کے پڑاؤ تیار کر سکتے ہو کرو تاکہ تم اس قوت کے ذریعہ اللہ کے اور تمہارے دشمنوں پر ہیبت طاری کر سکو۔“

اس آیت کریمہ میں لفظ ”قوة“ جو استعمال کیا گیا ہے وہ ہر قسم کی ”قوت“ کا جامع ہے۔ چنانچہ آج مغربی قومیں انہی قوتوں سے لیس ہو کر سارے عالم پر قبضہ جمانا چاہتی ہیں۔ غرض اس موقع پر اللہ تعالیٰ نے دو میدانوں میں سبقت کرنے کی ہدایت فرمائی ہے: ایک تمدنی اور دوسرے فوجی و عسکری۔ اور یہ دونوں میدان علم الاشیاء یا علم آدم میں مہارت حاصل کرنے کے بعد ہی سر ہو سکتے ہیں۔ اور ان دونوں میدانوں کو عبور کرنے کے بعد ہی کوئی قوم ”سیاسی“ حیثیت سے غلبہ حاصل کر سکتی ہے جیسے بارود کی تسخیر کر کے اس کے ذریعہ مختلف قسم کے ہتھیار جیسے بدوق، رائفل، مشین گن، توپ اور ہمنانا اور اسی طرح دیگر طبیعی قوتوں کو قابو میں کر کے

ٹینک، ہمار ہوئی جہاز، ریڈار، اور میزائل وغیرہ تیار کرنا۔ لہذا جو قوم تمدنی، فوجی اور سیاسی میدانوں میں غلبہ و برتری حاصل کر لے وہی ”زمین کی خلافت“ پر قابض ہونے کی بھی اہل ہوگی۔ اس لحاظ سے خلافت ارض کا مطلب ہے زمین پر تمدنی، فوجی اور سیاسی میدانوں میں غلبہ، اور جو قوم ان تینوں میدانوں میں صفر ہو وہ مغلوب ہو کر دوسروں کی غلامی یا حاشیہ بردار بن کر رہ جاتی ہے۔ پھر اللہ تعالیٰ اس قوم کی جگہ کسی دوسری قوم کو لاتا ہے جو خلافت کے تقاضوں کو بروئے کار لانے والی ہو۔ جیسا کہ ارشاد باری تعالیٰ ہے

وَان تَتَوَلَّوْا يَسْتَبَدِلْ قَوْمًا غَيْرَكُمْ ثُمَّ لَا يَكُونُوا امثالَكُمْ (محمد: ۳۸)

”اور اگر تم (خلافت ارض کے تقاضوں سے) منہ موڑو گے تو وہ تمہاری جگہ کسی دوسری قوم کو لائے

گا۔ پھر وہ (اپنی کارکردگی میں) تم جیسے نہیں ہوں گے۔“

یہ ہے قرآن عظیم کا فلسفہ، خلافت جو اس نے امت مسلمہ کے عروج کیلئے طے کیا ہے ان سے بڑھ کر واضح آیات و احکام اور کیا ہو سکتے ہیں۔ مگر آج کے مسلمان ان خدائی ہدایت کو پس پشت ڈال کر تمدنی، فوجی اور سیاسی میدانوں میں پسپائی اختیار کر چکے ہیں۔ لہذا اگر ہم اپنی عظمت رفتہ پھر سے حاصل کرنا چاہتے ہیں تو پھر ان میدانوں میں ہمیں آگے بڑھنا اور پوری امت کو یک جہت ہو کر اس کی تیاری پر زور دینا پڑے گا۔

الحاد و لادینیت کا رد و ابطال :

علم الاشیاء کا ایک اور بڑا فائدہ یہ ہے کہ اس علم میں رسوخ حاصل کر لینے کے بعد الحاد و لادینیت کا رد کرنے اور ان کے بے حیاد نظریات یا فلسفوں کا مٹا دینا استدلالی میدان میں مقابلہ کر کے انہیں شکست دینا بھی آسان ہو جاتا ہے کیونکہ جب کوئی قوم مادی علوم میں فائق و برتر ہو جائے تو اس میں بسا اوقات مادہ پرستانہ رجحانات پیدا ہو جاتے ہیں اور وہ مغرور بن جاتی ہے، خاص کر اس وقت جب کہ دین و مذہب سے اس کا تعلق کسی وجہ سے کمزور ہو جائے جیسا کہ یہ حقیقت عصر جدید میں ”چرچ اور سائنس“ کی کشمکش کے نتیجے میں ظہور پذیر ہوئی۔ لہذا ان مادہ پرستانہ رجحانات کو کچلنے کے لئے ہمیشہ ایک ”خدائی فلسفے“ کی ضرورت پڑتی رہتی ہے۔

اسی مقصد کے تحت خالق کائنات نے جہاں ایک طرف مظاہر کائنات میں کچھ ”مادی فوائد“ رکھے ہیں تو دوسری طرف انسان کے باغیانہ رجحانات پر روک لگانے کی غرض سے اپنے وجود اور اپنی اخلاقیات کی ”نشانیوں“ بھی انہی مظاہر میں رکھ چھوڑی ہیں۔ مگر مادہ پرست ان مظاہر و موجودات میں ودیعت شدہ فوائد سے مستفید ہوتے ہیں مگر ان میں موجود نشانیوں (دلائل ربوبیت) کو جان بوجھ کر نظر انداز کر دیتے ہیں۔ لہذا ان کی تنبیہ کے لئے چند خصوصی علما کی ضرورت ہمیشہ رہتی ہے۔ جو علم الاشیاء میں مہارت رکھتے ہوئے ”جدید اکتشافات“ پر نظر رکھ رہے ہوں۔ تاکہ وہ ان اکتشافات کی روشنی میں خدا کی نشانوں کو منظر عام لا کر خدائی ہدایت واضح

کر سکیں۔ تاکہ نوع انسانی اپنی گمراہیوں سے باز آسکے۔ اسی لئے علمائے اسلام کو نظام کائنات میں غور و خوض کرنے کی دعوت دی گئی ہے۔ چنانچہ اس سلسلے میں فرمان ربانی ہے:

ان فی خلق السموات والارض واختلاف الليل والنهار لایات الاولی الالباب۔ الذین یذکرون اللہ قیاماً وقعوداً وعلیٰ جنوبہم (آل عمران ۱۹۰-۱۹۱)

”زمین اور آسمانوں کی تخلیق اور دن رات کے اختلاف میں ان پختہ عقل والوں کے لئے (بہت سی) نشانیاں موجود ہیں جو کھڑے بیٹھے اور پہلو کے بل اللہ کو یاد کرتے رہتے ہیں۔“

اس اعتبار سے علم الاشیاء میں ترقی کی بدولت جیسے جیسے ”تحقیقات“ کا دائرہ وسیع ہوتا جائے گا ویسے ویسے خلاق عالم کی نئی نئی نشانیاں بھی ”تجلیات ربانی“ کے روپ میں ظاہر ہوتی رہیں گی اور ان نشانیوں کو اجاگر کرنے کے لئے علمائے ایک خصوصی جماعت کا وجود ہر دور میں ضروری ہے ورنہ الحاد لادینیّت کو بڑھاوا ملے گا اور دینی و شرعی تقاضے پس پشت ہو جائیں گے۔

اس لحاظ سے علم الاشیاء کے دو میدان ہو گئے: ایک تمدنی و عسکری اور دوسرے علمی و اشتدلالی۔ پہلا میدان سائنسی ماہرین و مہندسین کا ہے اور دوسرا علمائے اسلام کا۔ اور کسی بھی قوم کو خلافت ارض کے مقام پر قائم ہونے کے لئے ان دونوں طبقوں کا وجود ضروری ہے اور ان دونوں میدانوں میں برتری کے بعد ہی کوئی قوم ”خلیفہ“ ہونے کا دعویٰ کر سکتی ہے۔ لہذا جب تک یہ میدان سر نہ ہو امت مسلمہ کی نشاۃ ثانیہ ایک خواب پریشان ہی رہے گی۔

کار خلافت کی تکمیل:

الغرض خلافت ارض کا حصول چوں کا تکمیل نہیں ہے اس کے حصول کے لئے امت مسلمہ کو سخت محنت اور جدوجہد کرنی پڑے گی اور یہ خلافت کاہل اور عیاش قوموں کو کبھی حاصل نہیں ہو سکتی۔ اللہ تعالیٰ نے اس سلسلے میں اپنا واضح فرمان اس طرح جاری کر دیا ہے:

ثم جعلناکم خلائف فی الارض من بعدہم لننظر کیف تعملون (یونس: ۱۴)

”پھر ہم نے ان قوموں (کو ہلاک کرنے) کے بعد تم کو زمین میں خلیفہ بنایا تاکہ ہم دیکھیں کہ تم کس طرح کام کرتے ہو؟“

وهو الذی جعلکم خلائف الارض ورفع بعضکم فوق بعض درجات لیبلوکم فی ما اتاکم ان ربکم سریع العقاب وانہ لغفور رحیم۔ (انعام: ۱۶۵)

”وہی ہے جس نے تم کو زمین میں خلیفہ بنایا تاکہ ہم دیکھیں کہ تم کس طرح کام کرتے ہو۔ اور وہی ہے جس نے بعض تم کو بعض پر بلند کئے تاکہ وہ

تمہیں اپنی عطا کردہ (فضیلت کی چیزوں) میں آزمائے۔ (مگر اس کی عدول حکمی کی بنا پر) تمہارا رب بہت جلد عذاب دینے والا ہے اور اسی طرح وہ (رجوع و انابت کرنے والوں کے لئے) معنے والا اور مہربان بھی ہے۔“

ان آیات میں خلافت اور اس کی ذمہ داریوں پر بھرپور روشنی ڈالی گئی ہے اور بتایا گیا ہے کہ یہ خلافت مسلم قوموں کے لئے ایک ابتلاء اور آزمائش ہے کہ اس میں کون پورا اور کھرا اترتا ہے پھر اس خلافت کے حصول کا راستہ بھی دکھاتے ہوئے ارشاد کیا جا رہا ہے کہ اللہ تعالیٰ نے تمام انسانوں کو یکساں نہیں بنایا بلکہ ان کو مختلف درجات میں تقسیم کر کے کسی کو مالدار بنایا ہے تو کسی کو غریب، کسی کو علم و فضل میں ممتاز کر دیا ہے تو کسی کو بے علم ہی رکھا ہے۔ کسی کو ہنرمند بنایا ہے تو کسی محض مزدور و غیرہ وغیرہ۔ تاکہ یہ تمام لوگ مل کر اپنی اپنی ذمہ داریاں بخوبی نبھاسکیں۔ اس اعتبار سے کار خلافت کی انجام دہی کے لئے سب سے بڑی ذمہ داری مالداروں، اہل علم اور ہنرمندوں پر عائد ہوتی ہے کہ وہ باہمی اتفاق و اتحاد کے ذریعہ اس ذمہ داری سے عہدہ بردار ہوں۔ اور ان ہنرمندوں میں سائنس دان اور مہندسین یا انجینئیر وغیرہ سب شامل ہو سکتے ہیں اس اعتبار سے یہ آیت کریمہ عصر حاضر کے لئے ایک واضح لائحہ عمل طے کرتے ہوئے اپنی معجزانہ رہنمائی کا اظہار کر رہی ہے لہذا کار خلافت کی تکمیل کے لئے امت کے تمام ہی خواہوں کو متحد ہو جانا چاہیے۔

سلسلہ مطبوعات موتمر المصنفین (۲۹)

اقتدار کے ایوانوں میں شریعت بل کا معرکہ (مولانا سمیع الحق)

ملک کی تاریخ میں نفاذ شریعت کی جدوجہد کا روشن باب 'ایوان بالا سینیٹ اور قومی سیاست میں نظام اسلام کی جنگ' آغاز رفتار کا 'صبر آزما مراحل کی لمحہ بہ لمحہ روئید اور مستقبل کے لائحہ عمل کے علاوہ خارجہ پالیسی، عورت کی حکمرانی، جہاد افغانستان اور اہم قومی و ملی اور بین الاقوامی مسائل پر فکر انگیز گفتگو اور سیر حاصل تبصرے۔

مولانا سمیع الحق، دارالعلوم حقانیہ، اکوڑہ خٹک، نوشہرہ

پلنے کا پتہ: